OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
mei.aiou.edu.pk
iri.aiou.edu.pk

قرآنی قسموں کی معنویت کا تجزیاتی مطالعہ

(Wisdom of the Quranic oaths: analytical study)

***حافظ نثار مصطفیٰ**

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

****ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی**

پروفیسر/چئیرمین، شعبہ قرآن و تفسیر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

Allah Almighty took five oaths of the Holy Quran in an explicit mode in the Holy Quran. This miraculous Quran of which oath is being taken by Allah Almighty, witnesses that Hazrat Muhammad (PBUH) Allah Almighty took five oaths of the Holy Quran in an explicit mode in the Holy Quran. This miraculous Quran of which oath is being taken by Allah Almighty, witnesses that Hazrat Muhammad (PBUH) is the true prophet (upon whom be Allah's peace and blessings) of Allah Almighty. No man has the power to compose such revelations or such discourses except him i.e. true prophet (upon whom be Allah's peace and blessings). The sentence which contains on oath, asserts the theme for and oath-taking of the Holy Quran upon its truthfulness denotes its glory because the oath-taker did not find anything more asserting and verifying for the required purpose or for the truthfulness of the Holy Quran than it. Hence this oath has its BLAGHI and miraculous meaningfulness (wisdom).

تعارف

قسم کی اولین غرض وغایت جملہ قسمیہ کے مضمون کی تاکید میں مبالغہ ہے۔اللہ تعالی کا چیزوں کی قسم کھانے کا مطلب مُقسَم عَلَیْه کی بابت ان میں موجود دلائل کو بطور اِستِشہاد پیش کرنا ہے۔چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی صداقت پر، قرآن حکیم کی صداقت پر، قیامت کی صداقت پر، قرآن حکیم کے عربی زبان میں نازل کرنے کی واضح اور صریح حکمت پر اور قرآن حکیم کے لیلۃ القدر میں نازل کرنے اور اس کے عالی المرتبت ہونے پر اللہ تعالی کا قرآن حکیم کی قسم کھانا کثیر الجہات معنویت کا حامل ہے۔نیز اس کے عالی المرتبت ہونے کا غماز ہے۔ چنانچہ اس تحقیقی مضمون میں قرآن حکیم کی قرآنی قسموں کی معنویت کو بیان کیا گیا ہے۔ معنویت بیان کرتے ہوئے ترتیب مصحف کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ کسی بھی آیت مبارکہ کی معنویت بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے اس آیت مبارکہ کا متن، پھر اس کا ترجمہ، پھر متعلقہ

آیات مبارکہ میں پائے جانے والے اَرکانِ قسم (مُقْسِم، مُقْسَم بِہ، مُقْسَم عَلَیْہ اور اَدَاۃِ قَسَم) بیان کیے گئے ہیں اور پھر سب سے آخر میں زیر تفسیر آیات میں پائی جانے والی معنویت منتخب تفاسیر کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔

قرآن حکیم میں قرآنِ حکیم کی کل قسمیں

قرآن حکیم کی قرآنی قسموں کی معنویت کو بیان کرنے سے پہلے ان مقامات کا تعارف ذیل میں بیان کیا جاتا ہے جن مقامات پر اللہ تعالی نے بالصراحت قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالی نے قرآنِ حکیم کی کل پانچ قسمیں کھائی ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ قسمیں درج ذیل ہیں:

۱۔ ﴿یسین . وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ . إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۔ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾[۱]

۲۔ ﴿ص .وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ . بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾[۲]

۳۔ ﴿حم . وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ . إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾[۳]

۴۔ ﴿حم . وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ . إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ﴾[۴]

۵۔ ﴿ق .وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ﴾[۵]

بعض مفسرین کے خیال میں درج ذیل آیات میں بھی قرآنِ حکیم کی قسم اٹھائی گئی ہے:

۱۔ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ[۶]

اس آیت کی تفسیر میں ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی شمس الدین القرطبیؒ (متوفی: ۶۷۱ھ) نے درج ذیل اقوال ذکر کیے ہیں:

"﴿وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ﴾ مسطور کے معنی مکتوب کے ہیں یعنی قرآن جسے مومن مصاحف سے پڑھتے ہیں اور ملائکہ لوح محفوظ سے پڑھتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ .فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ﴾ ایک قول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ﴿وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ﴾ سے مراد تمام سماوی کتب ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔۔۔ فراء نے کہا ہے: اس سے مراد اعمال کے صحیفے ہیں۔ کچھ اپنی کتاب دائیں ہاتھ میں پکڑیں گے اور کچھ اپنی کتاب بائیں ہاتھ میں پکڑیں گے۔۔۔ ایک قول یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لئے آسمان میں لکھا۔ وہ اسے پڑھتے ہیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔۔۔[۷]"

۲- وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ [۸]

اس کی تفسیر اور وضاحت میں ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"وَعَنْ مُجَاهِدٍ أَيْضًا أَنَّ الْمَعْنَى وَالْقُرْآنِ إِذَا نُزِّلَ. لِأَنَّهُ كَانَ يَنْزِلُ نُجُومًا. وَقَالَهُ الْفَرَّاءُ" [۹]

(مجاہد رحمہ اللہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ کے معنی ہیں: قسم ہے قرآن کی جب وہ نازل ہوا کیونکہ وہ آیات درآیات نازل ہوتا تھا۔ امام فراء نے بھی یہی کہا)۔

۳- ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ﴾ [۱۰]

اس کی بابت اس کی تفسیر میں ابوعبد اللہ، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "مواقع النجوم" سے مراد قرآن حکیم کا آیت درآیت نازل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان بالا سے لوح محفوظ سے سَفَرَہ کاتِبِین پر نازل کیا۔ سَفَرَہ نے جبریلِ امین پر بیس راتوں میں نازل کیا اور جبریل امین بیس سالوں تک تھوڑا تھوڑا کرکے نبی اکرم ﷺ پر نازل کرتے رہے۔ حضرت جبریل امین نبی اکرم ﷺ کی امت میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی مناسبت سے اسے نازل کرتے تھے، اسے ماوردی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سدی سے روایت کیا ہے۔ ابو بکر انباری نے کہا: اسماعیل بن ابی اسحاق، قاضی حجاج بن منہال سے وہ ہمام سے وہ کلبی سے وہ ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قرآن حکیم آسمان دنیا پر ایک ہی دفعہ نازل ہوا۔ پھر زمین کی طرف تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ اس کے بعد اسے پانچ پانچ اور کم و بیش کی صورت میں الگ الگ نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ﴾ کا یہی مفہوم ہے۔ فراء نے حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿مَوَاقِعُ النُّجُومِ﴾ سے مراد محکم القرآن ہے"[۱۱]۔

درج بالا یہ قسمیں اس بات کی محتمل ہیں کہ ان میں قرآن حکیم کی قسم کھائی گئی ہے۔ ان قسموں میں قرآن کا مُقْسَم بِہ ہونا قطعی نہیں ہے۔ لہٰذا اس مضمون میں صرف قطعی قسموں کی مَعْنَوِیّت ہی کو زیر بحث لایا جائے گا اور محتَمِلُ الدَّلَالَۃ اقسام کی معنویت کو بیان نہیں کیا جائے گا۔

قرآن حکیم کے لیے دو الفاظ (قرآن اور کتاب) کا بطور مُقْسَم بِہ استعمال

اس مضمون کے شروع میں ذکر کی گئی قرآنِ حکیم کی قطعی پانچ قسموں میں سے تین قسمیں لفظ قرآن کے ساتھ کھائی گئی ہیں اور دو قسمیں لفظ کتاب کے ساتھ کھائی گئی ہیں۔قرآن حکیم کا یہ اسلوب معنی خیز ہے کہ جن مقامات پر اللہ تعالی نے لفظ قرآن کے ساتھ قسم کھائی ہے وہاں قرآن کے تین مختلف اوصاف (الحکیم ، ذی الذکر اور المجید) ذکر کیے ہیں جبکہ جہاں اس نے لفظ کتاب کے ساتھ قسم کھائی ہے وہاں دونوں مقامات پر لفظ مبین بہ طور صفت ذکر کیا ہے۔ ان پانچ قسموں کی بابت ایک اور قابل ذکر یہ بات ہے کہ یہ پانچوں ہی سورتوں کے آغاز میں ہیں اور حروف مقطعات کے بعد آتی ہیں یعنی ان پانچوں سے پہلے حروف مقطعات آتے ہیں۔علامہ ابن القیم رَحِمَہُ اللہ کہتے ہیں:

”وَلَمْ تُذْكَرْ قَطُّ فِيْ أَوَّلِ سُوْرَةٍ إِلَّا وعقبها بِذِكْرِ الْقُرْآنِ إِمَّا مُقْسَمًا بِهِ وَإِمَّا مُخْبَرًا عَنْهُ مَا خَلَا سُوْرَتَيْنِ سُوْرَةِ "كهيعص" وَ "ن" “[12]

(جس کسی سورت کے شروع میں حروفِ مُقَطَّعات آئے ہیں وہاں ہی ان کے بعد قرآنِ حکیم کا ذکر ہے۔ وہ اس طرح کہ یا تو اس (قرآن) کی قسم اٹھائی گئی ہے، یا اس کے متعلق خبر دی گئی ہے۔اس اصول و ضابطہ سے صرف دو سورتیں: "سورۃ کھیعص" اور "سورۃ ن" مستثنیٰ ہیں۔)

ذیل میں قرآن حکیم کی واضح اور صریح قرآنی اقسام کی معنویت بیان کی جاتی ہے چنانچہ کسی بھی آیت مبارکہ کی مَعْنَوِیّت بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے اس آیت مبارکہ کا متن، پھر اس کا ترجمہ، پھر متعلقہ آیات مبارکہ میں پائے جانے والے اَرْکانِ قسم (مُقْسِم، مُقْسَم بِہ، مُقْسَم عَلَیْہ اور اَدَاۃِ قَسَمْ) بیان کیے گئے ہیں اور پھر سب سے آخر میں زیر تفسیر آیات میں پائی جانے والی معنویت منتخب کتب تفاسیر کی روشنی میں بیان کی گئی ہے)۔

پہلا مقام

﴿ يس . وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ . إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ . عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾[13]

(یسین، قسم ہے قرآن باحکمت کی۔بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں۔سیدھے راستے پر ہیں)

ان آیات مبارکہ میں ارکان قسم

۱۔ مُقْسِم (قسم اٹھانے والا): اَللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی ہے۔

۲۔ مُقْسَم بِہٖ (جس کی قسم اٹھائی گئی ہے): قرآن حکیم ہے۔

۳۔ مُقْسَم عَلَیْہِ: بے شک نبی حکیم ﷺ رسولوں میں سے ہیں۔

۴۔ اَدَاۃِ قسم: یہاں واو بطور اداۃ قسم استعمال ہوا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں قرآنی قسم کی معنویت

"و" قسم کے مفہوم میں ہے اور قسم عربی میں، جیسا کہ ہمارے استاد مولانا فراہی (رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب: "الامعان فی اقسام القرآن" میں توضیح فرمائی ہے، شہادت کے لئے آتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ پُر حکمت قرآن جو تم لوگوں کو سنا رہے ہو، خود اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ تم رسولوں کے زمرے سے تعلق رکھنے والے ہو۔ رسول کے سوا کوئی دوسرا اس طرح کا حکیمانہ اور معجز کلام پیش کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے اعجاز میں اصلی دخل اس کی حکمت اور اس کے فلسفہ کو ہے۔ اس کی زبان کی بلاغت و جزالت مزید برآں ہے۔"[14] اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں "قسم بیان کرتے ہوئے صرف "وَالْقُرْآن" نہیں فرمایا بلکہ ﴿وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ فرمایا۔ یعنی قرآن جس کی قسم اٹھائی جا رہی ہے یہ کوئی عام قسم کی کتاب نہیں، بلکہ یہ کتاب حکیم ہے یعنی یہ پُر از حکمت ہے۔ یا یہ ایسی مُحکم کتاب ہے کہ باطل کسی گوشہ سے اس پر حملہ نہیں کر سکتا[15]"۔

امام القرطبیؒ رَحِمَہُ اللہ ان آیاتِ مبارکہ میں قرآنی قسم کی تاکیدی مَعْنَوِیّت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَحَكَى الْقُشَيْرِيُّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ لَسْتَ مُرْسَلًا وَمَا أَرْسَلَكَ اللَّهُ إِلَيْنَا،فَأَقْسَمَ اللَّهُ بِالْقُرْآنِ الْمُحْكَمِ أَنَّ مُحَمَّدًا مِنَ الْمُرْسَلِينَ"[16]

(علامہ قشیری رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُما نے ارشاد فرمایا: قریش کے کفار نے کہا (اے محمد) تو مرسل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہماری طرف مبعوث نہیں کیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی قسم اٹھا کر فرمایا: (اے محمد ﷺ آپ رسولوں میں سے ہیں)۔

﴿عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ میں "صراط مستقیم" کو نکرہ لانا بلاغی معنویت کا اس طرح حامل ہے کہ یہ تفخیم و تعظیم کا غمّاز ہے، چنانچہ اس کی بابت ابو السعود کہتے ہیں:

"وَفَائِدَتُهُ بَيَانُ أَنَّ شَرِيعَتَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَمُ الشَّرَائِعِ وَأَعْدَلُهَا كَمَا يُعْرِبُ عَنْهُ التَّنْكِيرُ التَّفْخِيمِيُّ"[17]

(اور اس (نبی حکیم ﷺ کی بابت دوسری خبر لانے) کا فائدہ اس چیز کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت سب سے زیادہ سیدھی اور سب سے زیادہ عدل پر مبنی ہے، جیسا کہ تنکیر تفخیم کو ظاہر کرتی ہے)۔

ابن عاشوران آیاتِ مبارکہ میں قرآنی قسم کی مَعنَوِیّت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اَلْقَسَمُ بِالْقُرْآنِ كِنَايَةٌ عَنْ شَرَفِ قَدْرِهِ وَتَعْظِيمِهِ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى، وَذَلِكَ هُوَ الْمَقْصُودُ مِنَ الْآيَاتِ الْأُوَلِ مِنْ هَذِهِ السُّورَةِ. وَالْمَقْصُودُ مِنْ هَذَا الْقَسَمِ تَأْكِيدُ الْخَبَرِ مَعَ ذَلِكَ التَّنْوِيهِ"[18]

﴿وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرآن حکیم کی قسم اس کی تعظیم اور شرفِ قدر سے کنایہ ہے۔اس سورت کی ابتدائی آیات سے یہی مقصود ہے۔اس خبر سے مقصود قرآن حکیم کی اس تعظیم کے ساتھ (اس) خبر کی تاکید ہے(کہ محمد ﷺ رسولوں میں سے ہیں)۔ڈاکٹر وہبہ بن مصطفیٰ الزحیلی ان آیاتِ مبارکہ میں قرآنی قسم کی مَعنَوِیّت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ الْوَاوُ: وَاوُ الْقَسَمِ، يُقْسِمُ اللهُ تَعَالَى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُرْآنِ الْمُحْكَمِ بِعَجِيبِ النَّظْمِ وَبَدِيعِ الْمَعَانِي، أَوْ بِذِي الْحِكْمَةِ، عَلَى أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللهِ، لِئَلَّا يَشُكَّ أَحَدٌ فِيْ كَوْنِهِ مُرْسِلًا. إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ أَيِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِينَ إِلَى قَوْمِهِمْ وَغَيْرِهِمْ، وَالتَّأْكِيدِ بِالْقَسَمِ وَاللَّامِ لِلرَّدِّ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ رِسَالَتَهُ مِنَ الْكُفَّارِ بِقَوْلِهِمْ: لَسْتَ مُرْسَلًا"

﴿وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ﴾ واؤ واوِ قسم ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے لیے قرآنِ حکیم کی قسم کھائی ہے، جو نظم عجیب اور معانی بدیعہ سے محکم ہے، یا جو قرآن حکمت والا ہے،اس بات پر (قسم اُٹھائی) کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں، تاکہ کوئی آپ ﷺ کے مرسل ہونے پر شک نہ کرے۔(اِنَّکَ لمنَ المرْسلِین) یعنی آپ ﷺ ان انبیاء کرام علیہم السلام سے ہیں جو اپنی قوم اور دوسری اقوام کی طرف بھیجے گئے ہیں۔قسم اور لام (تاکید) کے ساتھ تاکید اُن لوگوں پر رد کے لیے ہے، جنھوں نے کفار میں سے آپ ﷺ کی رسالت کا یہ کہہ کر: "لَسْتَ مُرْسَلاً" انکار کیا)۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری ان آیاتِ مبارکہ میں قرآنی قسم کی معنویت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کفار مکہ حضور سرور عالم ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور طرح طرح کے الزامات اور استحالے پیش کرتے تھے۔یہاں خداوند عالم قسم اٹھا کر اپنے رسول ﷺ کی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔فرمایا !اے انسان کامل! یا اے عرب و عجم کے سردار! مجھے اس قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ ان برگزیدہ انسانوں میں سے ہیں، جن کو میں نے رسالت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ سیدھے

راستے پر گامزن ہیں۔ اے حبیب! جب تیرا پروردگار تیری رسالت کی شہادت دے رہا ہے اور وہ بھی قرآن حکیم کی قسم اٹھا کر۔ اس کے بعد اگر کوئی بدبخت تیری رسالت کو ماننے سے انکار کرے تو آپ کو رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے۔ قسم اٹھاتے ہوئے صرف وَالْقُرْآنِ نہیں فرمایا بلکہ: ﴿وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ فرمایا۔ یعنی قرآن جس کی قسم کھائی جارہی ہے یہ کوئی عام قسم کی کتاب نہیں، بلکہ یہ کتاب حکیم ہے یعنی یہ پُر از حکمت ہے۔ یا یہ ایسی محکم کتاب ہے کہ باطل کسی گوشہ سے اس پر حملہ نہیں کر سکتا"[۲۰]۔

دوسرا مقام

﴿ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ . بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾[۲۱]

(ص! اس نصیحت والے قرآن کی قسم۔ بلکہ کفار غرور و مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں)

ان آیات مبارکہ میں ارکان قسم

۱۔ مُقْسِم: اللہ سُبحانہٗ وَتعالیٰ بذات خود ہے۔

۲۔ مُقْسَم بِہٖ: شرف والا اور بلند مرتبے والا قرآن مجید مُقْسَم بہ ہے۔

۳۔ مُقْسَم عَلَیْہِ: الزمخشری کے نزدیک مُقْسَم عَلَیْہِ محذوف ہے اور وہ "بے شک قرآن مجید کلام معجز ہے" کیونکہ کلام کے ابتدا میں تحدی (چیلنج) اس پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ قتادہ رحمہ اللہ کے نزدیک "جس طرح تم گمان کرتے ہو معاملہ ویسے نہیں ہے" یہ عبارت محذوف ہے، اس کے قائل امام الطبری اور ابن عطیہ رحمہما اللہ ہیں۔

۴۔ اداۃِ قسم: یہاں واو بطورِ اداۃِ قسم استعمال ہوا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں قرآنی قسم کی معنویت

ابو السعود العمادی کے بقول ان آیاتِ مبارکہ میں قرآنی قسم کی مَعْنَوِیَّت درج ذیل ہے:

"﴿وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّكْرِ﴾ لِلْقَسَمِ وَإِنْ جُعِلَ مُقْسَماً بِهِ فَهِيَ لِلْعَطْفِ عَلَيْهِ فَإِنْ أُرِيْدَ بِالْقُرْآنِ كُلِّهِ فَالْمُغَايَرَةُ بَيْنَهُمَا حَقِيْقَةٌ وَّإِنْ أُرِيْدَ عَيْنُ السُّوْرَةِ فَهِيَ اِعْتِبَارِيَّةٌ كَمَا فِيْ قَوْلِكَ مَرَرْتُ بِالرَّجُلِ الْكَرِيْمِ وَبِالنِّسْبَةِ الْمُبَارَكَةِ وَأَيًّا مَّا كَانَ فَفِي التَّكْرِيْرِ مَزِيْدُ تَأْكِيْدٍ لِّمَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ الْمُقْسَم عَلَيْه"[۲۲]

﴿وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّكْرِ﴾ قسم کے لیے ہے۔ یقینا قرآنِ حکیم کو مُقْسَم بہٖ آپ پر لطف و عنایت کا اظہار کرنے کے لیے ہے۔ پس اگر اس سے مراد مکمل قرآنِ حکیم ہے تو ان دونوں کے درمیان حقیقی

مغایرت ہے اور اگر اس سے مراد یہی سورت ہے پس یہ اعتباری ہے، جیسے تیرا یہ قول ہے: ''مَرَرْتُ بِالرَّجُلِ الْكَرِيمِ وَبِالنِّسْبَةِ الْمُبَارَكَةِ'' (جو کچھ بھی مُقْسَم بِہ ہو اس تکریر میں مقسم علیھا جملہ کے مضمون کی تاکید ہے۔)

ابن عاشور کے بقول ان آیاتِ مبارکہ میں قرآنی قسم کی مَعْنَوِیّت درج ذیل ہے:

''فَالْقَسَمُ بِالْقُرْآنِ تَنْوِيهٌ بِشَأْنِهِ وَهُوَ تَوْكِيدٌ لِمَا تَضَمَّنَهُ جَوَابُ الْقَسَمِ إِذْ لَيْسَ الْقَسَمُ هُنَا بِرَافِعٍ لِتَكْذِيبِ الْمُنْكِرِينَ إِذْ لَا يُصَدِّقُونَ بِأَنَّ الْمُقْسِمَ هُوَ اللهُ تَعَالَى فَإِنَّ الْمُخَاطَبَ بِالْقَسَمِ هُمُ الْمُنْكِرُونَ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ : لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ وَتَفْرِيعِ أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحاً [الزخرف] عَلَيْهِ''[23]

(قرآن حکیم کی قسم اس کی عظمت شان کی غماز ہے۔ یہ قسم جواب قسم کے مضمون کی تاکید ہے جبکہ قسم یہاں صرف منکرین کی تکذیب کو رفع کرنے کے لیے نہیں بلکہ وہ تو مقسم (قسم کھانے والے) کی بھی تصدیق نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالی کے اس قول: لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ اور أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحاً کی اس پر تفریع (قاعدہ اور اصول سے فروعی مسائل نکالنا) اس بنا پر ہے کہ قسم کے مخاطب منکرین تھے)

محمد الأمین بن عبد اللہ الأرمی العلوی الہرری الشافعی ان آیات مبارکہ میں قرآنی قسم کی تاکیدی معنویت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''وَمَنَاطُ تَكْرِيرِ الْقَسَمِ الْمُبَالَغَةُ فِيْ تَأْكِيْدِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ الْقَسَمِيَّةِ. وَمَعْنَى إِقْسَامِ اللهِ بِالْأَشْيَاءِ: اِسْتِشْهَادُهُ بِمَا فِيهَا مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمُقْسَمِ عَلَيْهِ''[24]

(قسم کی اولین غرض وغایت جملہ قسمیہ کے مضمون کی تاکید میں مبالغہ ہے۔ اللہ تعالی کا چیزوں کی قسم کھانے کا مطلب مُقْسَم عَلَیْہ کی بابت ان میں موجود دلائل کو بطور اِسْتِشْہاد پیش کرنا ہے)

تیسرا مقام

﴿حم . وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ . إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ . وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ . أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ﴾[25]

(حم۔ قسم ہے اس واضح کتاب کی۔ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تا کہ تم سمجھ لو۔ یقیناً یہ لوح محفوظ میں ہے اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ اور حکمت والی ہے۔ کیا ہم اس نصیحت کو تم سے اس بنا پر ہٹالیں کہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو)

ان آیاتِ مبارکہ میں ارکانِ قسم

۱۔ مُقسِم (قسم اٹھانے والا): اَللہ سُبحَانَہٗ وَتَعَالیٰ ہے۔

۲۔ مُقسَم بِہٖ (جس کی قسم اٹھائی گئی ہے): قرآن حکیم جو کہ کتاب مبین ہے۔

۳۔ مُقسَم عَلَیہِ: قرآن حکیم کا لغت عرب میں نازل ہونا ہے تا کہ وہ اس کے معانی کو سمجھ سکیں اور اس کا لوح محفوظ میں محفوظ ہونا ہے۔

۴۔ اَداۃِ قسم: یہاں واو اَداۃِ قَسم کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں قرآنی قسم کی بلاغی معنویت

درج بالا آیات میں یہ بیان ہوا ہے کہ مُقسَم بہ جو کہ قرآنِ حکیم ہے، لغتِ عرب میں نازل کیا گیا ہے تا کہ وہ اہلِ عرب خاص طور پر اور غیر اہل عرب عام طور پر اس کے معانی کو سمجھ سکیں۔ اس لیے قرآنِ حکیم کی صفت "اَلْمُبِیْنُ" کو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس مقام پر صفت "اَلْمُبِیْنُ" کا ذکر معنی خیز اور بلاغی مَعنَوِیّت کا حامل ہے۔ پھر اس مقام پر مقسم علیہ بھی قرآن حکیم ہے، چنانچہ امام البقاعی لکھتے ہیں:

"قَالَ السَّمِیْنُ: وَمِنَ الْبَلَاغَةِ عِنْدَهُمْ كَوْنُ الْقَسَمِ وَالْمُقْسَمِ عَلَيْهِ مِن وَّادٍ وَّاحِدٍ، وَهَذَا إِنْ أُرِيْدَ بِالْكِتَابِ الْقُرْآنُ"[۲۶]

(سمین نے کہا: اہل عرب کے نزدیک مقسم بہ اور مُقسَم عَلَیہِ کا ایک وادی سے ہونا بلاغت میں سے ہے (دوسرے الفاظ میں یہ بلاغی مَعنَوِیّت کا حامل ہے)

قسم پر مبنی مخصوص اسلوب قرآن یقیناً تاکیدی مَعنَوِیّت کا حامل ہوتا ہے جو کہ ایک طرح کی مَعنَوِیّت ہی ہے چنانچہ الشیخ العلامہ محمد الامین بن عبد اللہ الارمی العلوی الھرری الشافعی اس کی بابت لکھتے ہیں:

"وَمَنَاطُ تَكْرِيْرِ الْقَسَمِ الْمُبَالَغَةُ فِيْ تَأْكِيْدِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ الْقَسَمِيَّةِ، وَمَعْنَى إِقْسَامِ اللهِ بِالْأَشْيَاءِ: اِسْتِشْهَادُهُ بِمَا فِيْهَا مِنَ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمُقْسَمِ عَلَيْهِ"[۲۷]

(قسم کی اولین غرض وغایت جملہ قسمیہ کے مضمون کی تاکید میں مبالغہ ہے۔ اللہ تعالی کا چیزوں کی قسم کھانے کا مطلب مُقسَم عَلَیہِ کی بابت ان میں موجود دلائل کو بطور استشہاد پیش کرنا ہے)

چوتھا مقام

﴿ حمٓ . وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ . إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ . فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ . أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ . رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾[28]

(حم۔ قسم ہے اس توضیح والی کتاب کی۔ یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے۔ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اسی رات میں ہر مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس سے حکم ہو کر، ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے۔ آپ کے رب کی مہربانی سے۔ وہی ہے سننے والا جاننے والا)

ان آیات مبارکہ میں ارکانِ قسم

۱۔ مُقْسِم (قسم اٹھانے والا): اللہ سُبحانَہٗ وَتَعَالٰی ہے۔

۲۔ مُقْسَم بِہٖ (جس کی قسم اٹھائی گئی ہے): قرآن حکیم مقسم بہ ہے۔

۳۔ مُقْسَم عَلَیْہِ: یقینا ہم نے اسے (یعنی قرآن حکیم کو) بابرکت رات میں اتارا ہے۔ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں۔

۴۔ اَداۃِ قسم: یہاں ''و'' اَداۃِ قَسم کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں قرآنی قسم کی بلاغی معنویت

درج بالا آیات میں یہ بیان ہوا ہے کہ مُقْسَم عَلَیْہِ جو کہ قرآنِ حکیم ہے، کو بابرکت رات میں نازل کیا گیا ہے، تاکہ اہل عرب اور غیر اہل عرب کو اللہ تعالی کی نافرمانی سے ڈرایا جائے۔ قرآنِ حکیم کی صفت "المبین" کو اس لیے یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ ایسا کلام ہے جو واضح، آسان اور عام فہم ہے۔ کسی کے پاس یہ عذر نہیں کہ اس کو اس کی سمجھ نہیں آئی، یا یہ کوئی پیچیدہ اور مغلق کلام ہے، چنانچہ اس مناسبت سے یہاں اس مقام پر صفت "المبین" کا ذکر معنی خیز اور بلاغی معنویت کا حامل ہے۔ اس کو ابن عاشور یوں بیان کرتے ہیں:

''وَفِي جَعْلِ الْمُقْسَمِ بِهِ الْقُرْآنَ بِوَصْفِ كَوْنِهِ مُبِينًا، وَجَعْلِ جَوَابِ الْقَسَمِ أَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ مُبِينًا، تَنْوِيهٌ خَاصٌّ بِالْقُرْآنِ إِذْ جَعَلَ الْمُقْسَمَ بِهِ هُوَ الْمُقْسَمَ عَلَيْهِ، وَهَذَا ضَرْبٌ عَزِيزٌ بديع لِأَنَّهُ يومىء إِلَى أَنَّ الْمُقْسَمَ عَلَى شَأْنِهِ بَلَغَ غَايَةَ الشَّرَفِ فَإِذَا أَرَادَ الْمُقْسِمُ أَنْ يُقْسِمَ عَلَى ثُبُوتِ شَرَفٍ لَهُ لَمْ يَجِدْ مَا هُوَ أَوْلَى بِالْقَسَمِ بِهِ لِلتَّنَاسُبِ بَيْنَ الْقَسَمِ وَالْمُقْسَمِ عَلَيْهِ''[29]

(قرآن حکیم کے مُقْسَم بِہ بنانے میں، وصف مبین کے ساتھ اس کے متصف ہونے میں اور جواب قسم اس حقیقت کو بنانے میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو واضح بنایا ہے۔ قرآنِ حکیم کے لیے ایک خاص مقام کی غمازی اور عکاسی ہے جبکہ مُقْسَم بِہ ہی مُقْسَم عَلَیْہِ ہے۔ یہ ایک بدیع اور عظیم قسم کی بلاغی مَعْنَوِیَّت ہے کیونکہ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مُقْسَم عَلَیْہِ عالی شرف اور عالیُ المَرْتبت ہے۔ اس لیے کہ مُقْسِم کو اس کے شرف و مرتبہ کا ثبوت دینے کے لیے اسی کو ہی لانا پڑا۔ قسم کے لیے اسے (مُقْسِم کو) اس سے بڑھ کر کوئی اور مناسب چیز نا ملی)

پانچواں مقام

﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ . بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ . أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ . قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ . بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَرِيجٍ﴾ [30]

(ق! بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے۔ بلکہ انہیں تعجب معلوم ہوا کہ یہ ایک عجیب چیز ہے۔ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ پھر یہ واپسی دور (از عقل) ہے۔ زمین جو کچھ ان سے گھٹاتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے۔ بلکہ انہوں نے سچی بات کو جھوٹ کہا ہے جبکہ وہ ان کے پاس پہنچ چکی پس وہ ایک الجھاؤ میں پڑ گئے ہیں)

اس آیتِ مُبارکہ میں ارکان قسم

۱۔ مُقْسِم (قسم اٹھانے والا): اَللہ سُبْحَانَہ وَتَعَالیٰ ہے

۲۔ مُقْسَم بِہ (جس کی قسم اٹھائی گئی ہے): قرآن حکیم مُقْسَم بِہ ہے۔

۳۔ مُقْسَم عَلَیْہِ: اس کے جواب قسم کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس کا جواب قسم: ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ﴾ یعنی لام مقدر کا ارادہ کیا۔ اصل کلام یوں تھا: ﴿لَقَدْ عَلِمْنَا﴾ ہے۔ یہ ابن بحر کا قول ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اس کا جوب قسم: ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی﴾ ہے: یہ ترمذی محمد بن علی کا پسندیدہ نقطہ نظر ہے۔ تیسرا قول اہل کوفہ کا ہے، چنانچہ اہل کوفہ نے کہا: اس کا جواب قسم: بَلْ عَجِبُوْا﴾ ہے۔ چوتھا قول اخفش کا ہے، چنانچہ اس نے کہا: اس کا جواب محذوف ہے۔ گویا فرمایا: ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ لَتُبْعَثُنَّ﴾ اس جواب پر قول دلالت کرتا ہے: ﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا﴾ پانچویں قول کے مطابق اس کا جواب: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ۔۔۔﴾ ہے [31]

ان آیات مبارکہ میں قرآنی قسم کی معنویت

''قَسَمٌ بِالْقُرْآنِ، وَالْقَسَمُ بِهِ كِنَايَةٌ عَنِ التَّنْوِيهِ بِشَأْنِهِ لِأَنَّ الْقَسَمَ لَا يَكُونُ إِلَّا بِعَظِيمٍ عِنْدَ الْمُقْسِمِ فَكَانَ التَّعْظِيمُ مِنْ لَوَازِمِ الْقَسَمِ. وَأَتْبَعَ هَذَا التَّنْوِيهَ الْكِنَائِيَّ بِتَنْوِيهٍ صَرِيحٍ بِوَصْفِ الْقُرْآنِ بِ الْمَجِيدِ فَالْمَجِيدُ الْمُتَّصِفُ بِقُوَّةِ الْمَجْدِ. وَالْمَجْدُ وَيُقَالُ الْمُجَادَّةُ: الشَّرَفُ الْكَامِلُ وَكَرَمُ النَّوْعِ. وَشَرَفُ الْقُرْآنِ مِنْ بَيْنِ أَنْوَاعِ الْكَلَامِ أَنَّهُ مُشْتَمِلٌ عَلَى أَعْلَى الْمَعَانِي النَّافِعَةِ لِصَلَاحِ النَّاسِ فَذَلِكَ مَجْدُهُ. وَأَمَّا كَمَالُ مَجْدِهِ الَّذِي دَلَّتْ عَلَيْهِ صِيغَةُ الْمُبَالَغَةِ بِوَصْفِ مَجِيدٍ فَذَلِكَ بِأَنَّهُ يَفُوقُ أَفْضَلَ مَا أَبْلَغَهُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ أَنْوَاعِ الْكَلَامِ الدَّالِّ عَلَى مُرَادِ اللَّهِ تَعَالَى إِذْ أَوْجَدَ أَلْفَاظَهُ وَتَرَاكِيبَهُ وَصُورَةَ نَظْمِهِ بِقُدْرَتِهِ دُونَ وَاسِطَةٍ. فَإِنَّ أَكْثَرَ الْكَلَامِ الدَّالِّ عَلَى مُرَادِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْجَدَهُ الرُّسُلُ وَالْأَنْبِيَاءُ الْمُتَكَلِّمُونَ بِهِ يُعَبِّرُونَ بِكَلَامِهِمْ عَمَّا يُلْقَى إِلَيْهِمْ مِنَ الْوَحْيِ'' ۳۲

(قرآن کی قسم، اس کی قسم اس کی عظمت شان سے کنایہ ہے کیونکہ قسم صرف اور صرف اس چیز کی ہوتی ہے جو قسم کھانے والے کے ہاں عظمت والی ہوتی ہے۔ لہٰذا تعظیم لوازم قسم سے ہے۔ کنایہ کے طور پر عظمت ذکر کرنے کے بعد قرآن کے وصف مجید کو ذکر کرکے صریح طور پر اس کی عظمت بیان کی ہے۔ پس قرآن مجد اور بزرگی کے وصف سے متصف ہے۔ مجد اور مجادہ اسے کہا جاتا ہے جو شرف کامل اور بزرگی کا حامل ہو)۔

مختلف قسم کے کلاموں کے ما بین قرآن کو شرف اس کے اعلی اور لوگوں کی صلاح کے لیے نفع بخش معانی پر مشتمل ہونے کے باعث ہے۔ پس یہ اس کی بزرگی ہے۔ اس کی بزرگی کا کمال جس پر وصف مجید کے ساتھ متصف مبالغہ کا صیغہ دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ قرآن ان مختلف قسم کے کلاموں پر فائق ہے جو اللہ تعالی کی مراد پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اس نے (اس قرآن میں) اپنے الفاظ وتراکیب اور اپنے نظم کی شکل وصورت بغیر کسی واسطہ کے اپنی قدرت سے ایجاد کیے۔ اس کے علاوہ دوسرے کلام وہ ہیں جو اللہ تعالی کی مراد پر بایں صورت دلالت کرتے ہیں کہ ان کے موجد انبیاء ورسل علیہم السلام ہیں اور جو چیز ان کی طرف وحی کی جاتی ہے وہ اسے اپنے کلام میں تعبیر کرتے ہیں)۔

اس مقام پر جواب قسم کے محذوف ہونے کی معنویت کیا ہے اس کو ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور التونسی (متوفی ۱۳۹۳ھ) بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وَجَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوفٌ لِتَذْهَبَ نَفْسُ السَّامِعِ فِي تَقْدِيرِهِ كُلَّ طَرِيقٍ مُمْكِنٍ فِي الْمَقَامِ فَيَدُلُّ عَلَيْهِ ابْتِدَاءُ السُّورَةِ بِحَرْفِ ق الْمُشْعِرِ بِالنِّدَاءِ عَلَى عَجْزِهِمْ عَنْ مُعَارَضَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ تَحَدِّيهِمْ بِذَلِكَ. أَوْ يَدُلُّ عَلَيْهِ الْإِضْرَابُ فِي قَوْلِهِ: بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ. وَالتَّقْدِيرُ: وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ بِالْحَقِّ''[۳۳]

(قسم کا جواب اس لیے محذوف ہے تاکہ سامع کا نفس اس مقام پر اس کا کھوج لگانے کے لیے ہر ممکن طریق کے استعمال کی طرف جائے۔ پس حرف ق کے ساتھ اس سورۃ کی ابتدا اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ (حرف ق) اس قرآن کے چیلنج کے بعد (کہ وہ کفار اس جیسا قرآن لائیں) ان کے چیلنج قبول کرنے سے عجز پر آگاہی دیتا ہے، یا اللہ تعالی کے اس قول: ﴿بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ﴾ میں اضراب اس پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ پوشیدہ عبارت یہ ہے: ﴿وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إِنَّكَ لَرَسُولِ اللَّهِ بِالْحَقِّ﴾ قرآن مجید کی قسم بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔)

نتائج تحقیق

اس تحقیقی مقالہ کے فوائد و نتائج میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ قرآنِ حکیم کی پانچ قسمیں کھائی گئی ہیں اور یہ پانچوں قسمیں ہی سورتوں کے آغاز میں ہیں جو حروف مقطعات کے بعد آتی ہیں یعنی ان پانچوں سے پہلے حروف مقطعات آتے ہیں۔

۲۔ یہ پُر حکمت قرآن خود اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ اے محمد ﷺ آپ رسولوں کے زمرے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ رسول ﷺ کے سوا کوئی دوسرا اس طرح کا حکیمانہ اور معجز کلام پیش کرنے پر قادر نہیں ہے۔ چنانچہ "حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا نے ارشاد فرمایا: قریش کے کفار نے کہا (اے محمد ﷺ) تو مرسل نہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہماری طرف مبعوث نہیں کیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی قسم اٹھا کر فرمایا: (اے محمد ﷺ آپ رسولوں میں سے ہیں۔"[۳۴]

۳۔ "قسم کی اولین غرض و غایت جملہ قسمیہ کے مضمون کی تاکید میں مبالغہ ہے۔ اللہ تعالی کا چیزوں کی قسم کھانے کا مطلب مُقْسَم عَلَیہ کی بابت ان میں موجود دلائل کو بطور اِستِشہاد پیش کرنا ہے۔"[۳۵] چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی صداقت پر، قرآن حکیم کی صداقت پر، قیامت کی صداقت پر، قرآن حکیم کے عربی زبان میں نازل کرنے کی واضح اور صریح حکمت پر اور قرآن حکیم کے لیلۃ القدر میں

نازل کرنے اور اس کے عالی المرتبت ہونے پر اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم کی قسم کھانا کثیر الجہات معنویت کا حامل ہے۔

۴۔ قرآن حکیم کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم کی قسم کھانا بلاغی مَعْنَوِیَّت کا حامل ہے۔۔ ۔" سمین نے کہا: اہل عرب کے نزدیک مقسم بہ اور مُقْسَم عَلَیْہِ کا ایک وادی سے ہونا بلاغت میں سے ہے۔"[۳۶] نیز اس کے عالی المرتبت ہونے کا غماز ہے جیسا کہ ابن عاشور نے کہا: "قرآن حکیم کے مُقْسَم بِہ بنانے میں، وصف مبین کے ساتھ اس کے متصف ہونے میں اور جواب قسم اس حقیقت کو بنانے میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو واضح بنایا ہے قرآنِ حکیم کے لیے ایک خاص مقام کی غمازی اور عکاسی ہے جبکہ مُقْسَم بِہ ہی مُقْسَم عَلَیْہِ ہے۔ یہ ایک بدیع اور عظیم قسم کی بلاغی مَعْنَوِیَّت ہے کیونکہ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مُقْسَم عَلَیْہِ عالی شرف اور عَالِیُ الْمَرْتبت ہے۔ اس لیے کہ مُقْسِم کو اس کے شرف و مرتبہ کا ثبوت دینے کے لیے اسی کو ہی لانا پڑا۔ قسم کے لیے اسے (مُقْسِم کو) اس سے بڑھ کر کوئی اور مناسب چیز نا ملی۔"[۳۷]

۵۔ " قرآن کی قسم، اس کی قسم اس کی عظمت شان سے کنایہ ہے کیونکہ قسم صرف اور صرف اس چیز کی ہوتی ہے جو قسم کھانے والے کے ہاں عظمت والی ہوتی ہے۔ لہٰذا تعظیم لوازم قسم سے ہے۔ کنایہ کے طور پر عظمت ذکر کرنے کے بعد قرآن کے وصف مجید کو ذکر کرکے صریح طور پر اس کی عظمت بیان کی ہے۔ پس قرآن مجد اور بزرگی کے وصف سے متصف ہے۔ مجد اور مجادہ کہا جاتا ہے جو شرف کامل اور ایک طرح کی بزرگی ہے۔

۶۔ مختلف قسم کے کلاموں کے مابین قرآن حکیم کو شرف اس کے اعلیٰ اور لوگوں کی اصلاح کے لیے نفع بخش معانی پر مشتمل ہونے کے باعث ہے۔ پس یہ اس کی بزرگی ہے۔ اس کی بزرگی کا کمال جس پر وصف مجید کے ساتھ متصف مبالغہ کا صیغہ دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ قرآن ان مختلف قسم کے کلاموں پر فائق ہے جو اللہ تعالیٰ کی مراد پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اس نے (اس قرآن میں) اپنے الفاظ و تراکیب اور اپنے نظم کی شکل و صورت بغیر کسی واسطہ کے اپنی قدرت سے ایجاد کیے۔ اس کے علاوہ دوسرے کلام وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مراد پر بایں صورت دلالت کرتے ہیں کہ ان کے موجد انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں اور جو چیز ان کی طرف وحی کی جاتی ہے وہ اسے اپنے کلام میں تعبیر کرتے ہیں۔"[۳۸]

حوالہ جات وحواشی

١- سورةيسين٣٦ :١تا٤

٢- سورةص٣٨ :١، ٢

٣- سورةالزخرف٤٣ :١تا٣

٤- سورةالدخان٤٤ :١تا٣

٥- سورةق٥٠ :١تا٢

٦- سورةالطور٥٢ :٢

٧- القرطبى،ابو عبد الله ،محمد بن احمد بن ابى بكر بن فرح الأنصارى الخزرجى شمس الدين (متوفى:٦٧١هـ): الجامع لأحكام القرآن الشهيربتفسير القرطبى،ج١٧،ص٥٩ ، تحقيق: أحمد البردونى وإبراهيم أطفيش،دار الكتب المصرية – القاهرة،الطبعة الثانية، ١٣٨٤هـ - ١٩٦٤ م، عدد الأجزاء:٢٠ جزءا (فى ١٠ مجلدات)۔

٨- سورةالنجم٥٣: ١

٩- القرطبى ،ابو عبد الله ،محمد بن احمد بن ابى بكر بن فرح الأنصارى الخزرجى شمس الدين (المتوفى: ٦٧١هـ): الجامع لأحكام القرآن الشهيربتفسير القرطبى،ج١٧،ص٨٢۔

١٠- سورةالواقعة،٥٦ :75

١١ - المصدر السابق،ج١٧،ص٢٢٤

١٢- ابن القيم،محمد بن ابو بكر بن ايوب بن سعد، شمس الدين، الجوزيہ (متوفى: ٧٥١هـ): التبيان فى أقسام القرآن،ج١،ص٢٠٣۔ تصحيح محمد حامد الفقى، ط ١، مطبعہ حجازى بالقاهرة، سنة ٩٣٣م۔

١٣- سورةيسين٣٦ :١تا٣

١٤- ***اصلاحی، مولانا امین احسن: تدبر قرآن، ج ٦، ص ٤٠١، ٤٠٠، فاران فاؤنڈیشن، لاہور۔***

١٥- ***الازہری، پیر محمد کرم شاہ: ضیاء القرآن، ج ٤، ص ١٦٨، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور۔***

١٦- القرطبى، الجامع لأحكام القرآن ،ج١٥،ص٥۔

١٧- العمادى،ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفى (متوفى: ٩٨٢هـ): إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم ،الشهير بتفسير أبى السعود ،ج٧،ص١٥٩،،دار الفكر ، بيروت ۔

١٨- ابن عاشور ،محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسى (متوفى: ١٣٩٣هـ): التحرير والتنوير «تحرير المعنى السديد وتنوير العقل الجديد من تفسير الكتاب المجيد» ج٢٢، ص٣٤٥،»، الدارالتونسية للنشر – تونس ،سنة النشر: ١٩٨٤ ٥۔

١٩- الزحيلى ،ڈاكٹر وہبہ بن مصطفى : التفسير المنير فى العقيدة والشريعة والمنهج،ج٢٢ ،ص٢٩١۔

٢٠- ***پیر محمد کرم شاہ الازہری: ضیاء القرآن، ج ٤، ص ١٦٨، ١٦٧، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور۔***

٢١- ايضاً،ص ٣٨: ١،٢۔

٢٢- العمادى، إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم ، ج٧،ص٢١٣۔

٢٣- ابن عاشور ، التحرير والتنوير ،ج٢٥،ص،١٥٩۔

٢٤- الأرمى العلوى الهررى ،محمد الأمين بن عبد الله،الشافعى: تفسير حَدَائِقُ الرَّوْحِ وَالرَّيْحَان فى رَوَابِيْ عُلُوْمِ الْقُرْآن،ج٢٦،ص١٨٩، إشراف ومراجعة: ڈاكٹرہاشم محمد على بن حسين مهدى،دار طوق النجاة، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م ۔ثُمَّ أَتْبَعَهُ الْقَسَم مَحْذُوْف الْجَوَابِ لِدَلَالَةِ التَّحَدِّيْ عَلَيْهِ، كَأَنَّهُ قَالَ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ إِنَّهُ لَكَلَامٌ مُّعْجِزٌ، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل،ج٤،ص٧٠

٢٥- سورةالزخرف ٤٣: ١تا٥۔

-٢٦ البقاعی،إبراهيم بن عمر بن حسن الرباط بن على بن ابى بكر (متوفى ٨٨٥هـ): نَظْمُ الدُّرَرِ فی تَنَاسُبِ أَلآيَاتِ وَالسُّوَر،ج١٧،ص٣٧٨ ، دار الكتاب الإسلامى، القاهرة، عدد الأجزاء: ٢٢۔

*وہ آیات مبارکہ یہ ہیں: وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (٥٢) صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ (٥٣) (الشورى:٥٢،٥٣)

-٢٧ محمد الامين بن عبد اللہ الارمى العلوى الهررى الشافعى تفسير حَدَائِقُ الرَّوْحِ وَالرَّيْحَان فى رَوَابِيْ عُلُوْمِ الْقُرْآن،ج٢٦،ص١٨٩۔

-٢٨ سورة الدخان ٤٤ : ١تا٦۔

٢٩ ابن عاشور ، التحرير والتنوير ج٢٥،ص١٥٩۔٢

-٣٠ سورةق٥٠: ١تا٥۔

-٣١ القرطبى ، الجامع لأحكام القرآن ،ج١٧،ص ١تا٤۔

-٣٢ ابن عاشور التحرير والتنوير ،ج٢٦،ص٢٧٧،٢٧٦ ۔

-٣٣ نفس المصدر،ج٢٦،ص٢٧٧۔

-٣٤ القرطبى، الجامع لأحكام القرآن ،ج١٥،ص٥۔

-٣٥ الأرمى، تفسير حَدَائِقُ الرَّوْحِ وَالرَّيْحَان ،ج٢٦،ص١٨٩۔

-٣٦ البقاعى، نَظْمُ الدُّرَرِ فى تَنَاسُبِ أَلآيَاتِ وَالسُّوَر،ج١٧،ص٣٧٨،٣٧٩۔

-٣٧ ابن عاشور ، التحرير والتنوير ،ج٢٥،ص١٥٩۔

-٣٨ المصدر السابق ،ج٢٦،ص٢٧٧،٢٧٦ ۔